رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایکدن محبوب میرا
کروں گا دور اُس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی تنادی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

فاروق

ایڈیٹر و پرپرائیٹر ایم قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲ رمئی سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۱۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

حضرت امیر المومنین فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت بفضلہ تعالےٰ روز افزوں صحت پذیر ہے۔ ضعف زیادہ ہے جو دن بدن دور ہو رہا ہے۔ حضور کی صحت کامل کے لئے احباب فرداً فرداً اور جماعتوں میں کثرت سے دعائیں کریں

جلسہ ہوشیار پور خاکسار ایڈیٹر فاروق بحکم حضرت صاحب یہ اخبار روانہ کر کے ۳ رمئی کو ہوشیار پور جہاں احمدیہ جلسہ ۴-۵ مئی کو ہوگا۔ جاتا ہے دوسرے بزرگ حضرت اخویم مولوی غلام رسول صاحب راجیکی تشریف لے جائینگے۔ احباب کامیابی و بخیریت واپسی کی دعا کریں ٭

قاضی لم یق والے مقدمہ کا تا حال کچھ پتہ نہیں لگا۔

تحصیلدار صاحب بٹالہ نے معلوم رپورٹ بھیجدی یا نہیں

سب پوسٹماسٹر قادیان کے خلاف جو زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند خاکسار ایڈیٹر فاروق نے نالش کی ہوئی ہے۔ اس کی

ڈاکخانہ قادیان میں اندھیر نمبر ۵
قابل توجہ افسران بالا

گذشتہ اشاعت میں ہم بابو نبی بخش سب پوسٹماسٹر قادیان کے متعلق منشی فخر الدین صاحب کی شکایت درج کر چکے ہیں۔ اس نمبر میں ایک دو دیگر اہم شکایات جو موصول ہوئی ہیں سو درج کرتے ہیں جس سے اندازہ ہو جائیگا۔ کہ بابو نبی بخش سب پوسٹماسٹر قادیان کو احمدیہ جماعت کے ساتھ کسقدر بدسلوکی کا شوق ہے۔ کہ وہ جاو بیجا ناحق ان کو تکلیف دینے اور نقصان پہنچانے پر ہر وقت تلے رہتے ہیں۔ اور حکام بالا کی بھی ذرا پرواہ نہیں کرتے ٭

قادیان کا سب پوسٹماسٹر لنڈن میں

مکرمی قاضی عبداللہ صاحب بی اے بی ٹی جو انجمن ترقی اسلام قادیان کی طرف سے لنڈن میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ اپنی چٹھی مورخہ ۶ ۳/۱۸ میں مجتبیٰ قاضی اکمل صاحب مینیجر الفضل کو تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"اخبار الفضل میں نئے پوسٹماسٹر صاحب کی بابت کچھ امید رکھی گئی ہے۔ کیا یہ نئے (سب پوسٹماسٹر) ہیں یا پرانے؟ جنہوں نے اخبار الفضل مجریہ جنوری اسوجہ سے بیرنگ کرنے کی کوشش کی کہ وہ لیٹر بکس میں ڈالا گیا۔ حالانکہ وزن کے لحاظ سے وہ معمولی (Printed matter) کے دو چار رج سے زیادہ نہ تھا۔ انہوں نے ارڈیو کی مہر لگائی جو یہاں (لنڈن) کے اخبار ٹیزنے پوسٹماسٹر کی کم عقلی کی وجہ سے ہم سے چارج نہیں کیا۔ لنڈن ۶ مارچ سنہ ۱۹۱۸ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا یہ امر قابل افسوس نہیں کہ بابو نبی بخش صاحب نے بلا وجہ معقول اپنے خلاف بنا کر پوسٹ کارڈ کو بیرنگ واپس کر دیا۔ اور یہ نہ سوچا کہ لیٹر بکس میں ڈالا گیا اس کو بیرنگ کر دیا۔ اور یہ نہ سوچا کہ لیٹر بکس میں کسی ایسے پرچہ کا ڈالنا جسپر پورا محصول قواعد ڈاک خانہ کے مطابق لگایا گیا ہو۔ کوئی جرم نہیں۔ نہ کسی ڈاک خانہ کے کسی قاعدہ کی خلاف ورزی ہے۔ کیوں اس کو بیرنگ کر دیا گیا۔

بابو نبی بخش صاحب نے جنوری ۱۹۱۸ء کے شروع میں ہی جبکہ نئے نئے ہی کر یہاں آئے تھے۔ احمدیہ پبلک کے ساتھ اپنے ناروا سلوک شروع کر دیئے جس کا ایک نمونہ دلانے سے ہی ہمارے پاس پہنچا ہی آپ یہ خیال کر کے کہ لنڈن سے کون بھیجیگا۔ پرچہ کو بیرنگ کر دیا۔ اور یہ نہ جانا کہ میں جو خلاف قواعد ڈاکخانہ اس کو بیرنگ کر رہا ہوں۔ یہ میرے فرائض کے خلاف ہے۔ مگر احمدیہ پبلک کی عداوت نے جس کو وہ ڈاکخانہ کے چارج میں لے چکے تھے۔ ان کو اس امر پر مجبور کر دیا کہ وہ ہر ایک جائز و ناجائز طریق پر احمدیوں کو نقصان دینگے یہ کیا ہے۔ آپ نے تو یہاں تک اندھیر مچا دیا ہے۔ کہ ڈاک خانہ میں ہمارے نام کے لفافے تک کھولکر پڑھ لیتے اور پھر بند کر کے دیدیتے ہیں چنانچہ مندرجہ ذیل واقعہ اس کا ثبوت ہے۔

پوسٹماسٹر نے لفافہ کھول لیا

واقعہ ۱۳ مارچ ۱۹۱۸ء کو منیجر صاحب الفضل نے ایک چٹھی بخدمت صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہاولپنجاب بھیجی۔ جس کا جواب بردئے چٹھی مورخہ ۲۲/۳/۱۸ صاحب موصوف کی طرف سے ۲۳ مارچ ۱۸ء کو قادیان کے ڈاک خانہ میں بنام منیجر صاحب الفضل موصول ہوا۔ آپنے اس لفافہ کو ایک طرف سے کھولا پڑھا۔ اور پڑھ کر اپنے کلرک کو دیا کہ وہ پڑھ کر اس کو بند کر کے حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈاک میں رکھ دے کلرک مذکور نے اس کو پڑھکر لیوی سے بند کر کے ڈاک کے ساتھ ملا کر رکھ دیا۔ جسکے متعلق حسب ذیل شکایت منشی امیر احمد صاحب قریشی خادم ڈاک حضرت خلیفۃ المسیح لکھتے ہیں کہ:-

"آج جبوقت ڈاک بانٹ ہو رہی تھی میں حضرۃ اقدس کی ڈاک لینے کے واسطے ڈاک خانہ کے برآمدہ میں کھڑکی کے پاس کھڑا تھا۔ پوسٹماسٹر صاحب نے ایک پوسٹل لفافہ ایک طرف سے کھولا۔ اور اسمیں سے کاغذ نکال کر پڑھا۔ پڑھ کر اپنے کلرک کو دکھایا۔ اور اُسے ہدایت کی کہ پڑھکر بند کر دو۔ چنانچہ کلرک صاحب نے پڑھکر لیوی سے بند کیا۔ اور حضرت صاحب کی ڈاک میں رکھوا دیا۔ اور پوسٹ مین نے ڈاک مجھے دی جسمیں وہ لفافہ اُوپر ہی پڑا ہوا تھا میں اسوقت اس بات سے آگاہ نہ تھا کہ یہ لفافہ ہمارا ہے۔ اور ڈاک میں لاہور سے آیا ہے۔ اور ان کو کھولنے کا حق نہیں ہے اس لئے خاموش چلا آیا۔ اور اگر حضرت صاحب سے عرض کیا کہ یہ لفافہ سب پوسٹماسٹر نے کھولکر پڑھنے پڑھانے کے بعد پھر بند کر دیا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اس کے متعلق شکایت کر دو۔ لہذا میں آپ کے پاس مناسب کارروائی کے لئے شکایت بھیجتا ہوں۔ ۲۴ مارچ ۱۸ء

حیرت انگیز جرأت

بابو نبی بخش صاحب نے ذرا بھی اس بات کی پرواہ نہ کی کہ دوسرے کے نام کے لفافہ کو بغیر اجازت حکام کھولنے کا میں مجاز نہیں ہوں۔ اور بیدھڑک کھول لیا۔ اور پھر دلاوری یہ کہ بند کر کے دیدیا۔ غالباً آپنے اس خیال باطل سے یہ لفافہ کھولا کہ آج کل جو ڈاک خانہ کی شکایات ہو رہی ہیں۔ ان میں سے کسی کا جواب ہو گا۔ دیکھ لیں کیا لکھا ہے۔ اور باہر برآمدہ میں نظر نہ فرمائی کہ ڈاک لینے والا بھی سامنے کھڑا میری اس کارروائی کو دیکھ رہا ہے۔ اب حکام بالا غور فرمالیں کہ ایسی حالت میں احمدیہ پبلک کو کیا بھروسہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنی ڈاک ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں رکھے جسکو ان کے نام کے خطوط وغیرہ کھولنے میں بھی ذرا جھجک نہیں۔ اور محض اس خیال خام کی بنا پر کہ تمام عملہ ڈاک خانہ میرے ساتھ ہے۔ اور احمدیوں کے خلاف ہے۔ میرے خلاف کوئی دم نہیں مار سکتا۔ حالانکہ یہ خیال ان کا سراسر غلط ہے۔ حکام بالا جس وقت ایسی اہم شکایات کی تحقیق کرتے ہیں۔ تو وہ ایسی حالت میں نہیں کرتے۔ کہ آپ کو قادیان کے تمام عملہ ڈاک کا افسر رکھا جا کر پھر تحقیقات شروع کریں۔ ان کو خدا نے عقل و فہم دیا ہوا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ایک افسر کے خلاف کسی معاملہ کا ثابت کرنا تبھی ممکن ہے۔ جبکہ وہ افسر اس مقام کا افسر نہ رکھا جائے جہاں پر اس کی تحقیقات ہوتی ہے۔ اس طرح تحقیقات نہیں کرینگے جسطرح انسپکٹر صاحب ڈاکخانجات نے ۹/۱۸ کو اس پارسل کے متعلق تحقیقات کی تھی۔ جسکو آپ کے ڈاکخانہ میں کھولکر نقصیم کیا تھا۔ جس کا مفصل ذکر آئندہ اشاعت میں انشاء اللہ ہو گا ۔

فاروق پریس

خدا کے فضل سے بغرض اجراء رسالہ احمدی و اشاعت مجموعہ اشتہارات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس خادم سلسلہ نے ۲۴ اپریل کو فاروق پریس کی درخواست بحضور صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع پیش کی تھی جس کو صاحب ممدوح نے نہایت مہربانی سے بلا تامل منظور فرما کر پریس کی منظوری عطا فرمائی۔ اب مجھے پریس کے لئے پریس مین کی ضرورت ہے۔ جو قادیان میں ملتا نہیں۔ اگر احباب بیرونجات میرٹھ وغیرہ سے یا لاہور امرتسر سے کوئی بھلا مانس محنتی اور ہوشیار پریسمین تلاش کر کے دیں۔ تو جلد فاروق پریس قائم ہو جاوے گا اور دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اس دینی کام میں میری مدد فرمائے۔ اور مجھے اس کی بجا آوری کی توفیق بخشے۔ اور ضروری اسباب مہیا فرما کر یہ خدمت مجھ سے لے۔ آمین ۔

تبلیغ رسالت۔ خدا کے فضل سے مجموعہ اشتہارات کی جلدوں میں سے صرف ۵ کاپیاں چھپنی باقی ہیں۔ جو امرتسر وزیر ہند پریس میں بھیجی ہوئی ہیں۔ خیال تھا کہ وہاں جلد تر طبع ہو جائینگی مگر یہ خیال بالکل غلط نکلا۔ دوسری جلد کاتب لکھ رہا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان ۲۰ مئی ۱۹۱۸ء

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک کشف کی تعبیر

(حامیان پیغام کے ایک صادق دوست کے قلم سے)

بخدمت ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح۔ بعد علیک ماوجب گذارش ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک کشف آپ نے لکھا ہے کہ جناب مسیح موعودؑ نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حضرت علیؓ۔ حسنین۔ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کو دیکھا اور آپؑ کو ایک کتاب دیگئی جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے۔ جسکو علیؓ نے تالیف کیا ہے۔ اور اب علی تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔ مجھے اسوقت اس کشف کے الفاظ پورے طور پر یاد نہیں۔ ممکن ہے یہی ہوں جو آپ نے لکھے ہیں۔ لیکن اس کی تعبیر کے متعلق جو کچھ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ آج تک عامہ خیال جماعت میں اسکے متعلق یہ رہا ہے۔ کہ یہ دو تفسیر ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن شریف کی بہتر (۷۲) آیات کی تفسیر اپنی مختلف کتب تصانیف تحریروں اور تقریروں میں کی ہے جو ایسے معرفت کے نکات اور دقائق حقائق و معارف پر مشتمل ہیں کہ یہ کتابیں ہی ہیں۔ اور جیسا کہ کتابوں میں آچکا ہے کہ الہام الٰہی میں ذوالمعنیین ہونا کمال بلاغت ہے ایسا ہی یہ تفاسیر بھی جناب ایزد متعال سے آپکو روحانی طور پر عطا ہوئی ہیں۔ حضرت مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ جسکو ہم سب خلیفۃ المسیح اول مانتے اور یقین کرتے تھے۔ فرمایا کرتے۔ کہ ایک دفعہ میں نے جناب امیر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ تندجو کی کتاب کا میں نے جواب لکھا ہی اس خواب کے بعد آریاؤں کے رد میں بہت سے لطیف جواب اور آیات قرآن کے لطیف نکات مجھ پر کھلے یہ بزرگان دین کی روحانی امداد کا نتیجہ ہوتا ہے۔ غرض اسی رنگ میں حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے روحانی فیوض و برکات سے حضرت مسیح موعودؑ نے حصہ لیا۔ اور کلام پاک کی لطیف تفاسیر آپ پر کھلیں۔ اور آپنے بیان کیں یہ اس کشف کے متعلق ایک تعبیر ہے۔ جس کو واقعات نے صحیح ثابت کیا۔ لیکن یہ پاک نبوتیں ذی الوجوہ ہوتی ہیں۔ اور کچھ ہرج نہیں کہ اب یا کسی آیندہ زمانہ میں اسکی کچھ اور تعبیر بھی ظاہر ہو۔ لہذا اس کشف کی تعبیر جو آپنے فرمائی ہے۔ اور اس کو اس امر پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے قرآن شریف کی ایک انگریزی تفسیر لکھی ہے۔ اور اس تفسیر کے دیباچہ میں جن جن مفسرین سے تفسیر لی گئی ہے۔ ان کے ذکر کے بعد یہ بھی لکھا ہے کہ اس میں جو بہترین خیالات ہیں۔ وہ مرزا صاحبؑ مجدد و مہدی کے فیوض کا نتیجہ ہیں۔ یہ تفسیر بھی بے شک قابل توجہ ہے۔ خدا آپکو جزا دے۔ اور آپکے ساتھیوں کو کہ آپ اپنے ذہن رسا سے کوئی نہ کوئی نئی بات ضرور ایجاد کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ آخر اسی طرح آدمی موجد بنتا ہے اور کچھ تعجب نہیں کہ بہت جلد آپ کا نام خاص مخترعین کی فہرست میں درج کیا جاوے ؛

مگر آپ کی تعبیر کے متعلق مجھے چند امور غور طلب معلوم ہوتے ہیں۔ جو عرض کر دیتا ہوں تاکہ آپ اور اخبار پیغام کے دیگر ظاہر و غیر ایڈیٹر صاحبان کی نکتہ ایجاد طبائع توجہ فرما دیں ؛

(۱) آپ کی کوشش بے شک آپ کے وسیع اخلاق کا نمونہ ہے۔ کہ باوجود مرزا صاحب کی نبوت سے فی زمانہ منکر ہونے کے انکی نبوتوں کو آپنے سچا کرنے کی سعی فرمائی۔ لیکن عزیز من اگر اس طرح آپ فراخدلی سے جناب مرزا صاحب کی نبوتوں کو سچا کرنے کی سعی میں لگ جائینگے۔ تو کیا اس سے احمدی اصحاب کو حضرت مرزا صاحب کی نبوت کے ثابت کرنے میں مزید امداد نہ مل جائیگی ایسے زمانہ میں جبکہ مسیح موعود کا نبی ہونا خلافت رائے اہل الرائے اصحاب بڑے زور سے پیش کیا جا رہا ہے۔ کیا احتیاط لازم نہیں۔ گو مرزا صاحب نے اپنے آپ کو نبی کہا۔ رسول پاک نے ہی مسیح موعود کو نبی کہا۔ خدا نے بھی آپ کو نبی کہا۔ ریویو انگریزی اور اردو میں بھی نبی لکھا جاتا تھا۔ حضرت خلیفہ اول بھی آپ کو نبی مانتے تھے۔ مگر وہ زمانہ اور تھا۔ خلافت محمودیہ نے معاملہ دگرگوں کر دیا ہے۔ جس بات پر محمود زور دے اس کا رد ضروری ہے۔ گو وہ سچی ہی ہو۔ ورنہ مقابلہ ٹھیک نہ بیٹھے گا۔ اسواسطے آپ نبوتوں کے پورا ہونے پر زور خوب کریں۔ تو بہتر ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ حقیقی اہل الرائے اصحاب اسکے ساتھ اتفاق کرینگے۔

(۲) مولوی محمد علی صاحب کے الفاظ تو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اس تفسیر کے بہترین خیالات دراصل حضرت مرزا صاحب کے ہیں۔ اور میں نے ان سے سیکھ کر اپنی تفسیر میں درج کئے۔ اور آپ ایسا ظاہر کرتے ہیں کہ گویا یہ تفسیر خدا نے علی (مولوی محمد علی صاحب) کو بھائی اور اب علی نے حضرت مرزا صاحب کو ان کی وفات کے نو سال بعد عطا کر دی۔ بظاہر ان دونوں باتوں میں تناقض معلوم ہوتا ہے۔ کس کو سچا سمجھا جائے۔ اور کس کو جھوٹا ؟ بینوا توجروا ؛

(۳) مولوی محمد علی صاحب نے جہاں حضرت مرزا صاحب کا ذکر کیا ہے۔ وہاں ساتھ ہی حضرت مولوی نور الدین صاحب کا بھی ذکر کیا ہے۔ کہ انہوں نے بہت سے قابل قدر نکتے بتلائے۔ پس اگر حضرت مرزا صاحب کے ذکر سے یہ مطلب لیا جا سکتا ہے کہ تفسیر ان کو دی تو مولوی صاحب کے ذکر سے یہی مطلب ہوتا ہے کہ تفسیر مولوی صاحب کو دی۔ اس صورت میں الہام الٰہی الفاظ پورے طور پر درست اور مطابق واقعہ نہ رہینگے۔ اس کا علاج مناسب سوچنا چاہیئے ؛

(۴) مولوی محمد علی صاحب نے تفسیر انگریزی کے دیباچہ ہر نوٹ میں لکھ دیا ہے۔ کہ یہ ترجمہ یا تفسیر میری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس بزرگ کی کتاب سے لی ہے۔ پچیس تیس مصنفین کے نام ہو گئے۔ بجنسہٖ ادھان کی کتابوں کے نام ایک دو بار نہیں۔ بلکہ بیسیوں بار لئے گئے ہیں۔ اگر تفسیری نوٹوں میں بطور حوالہ کے نام نہیں لیا گیا۔ تو حضرت مرزا صاحب۔ یا حضرت نورالدین صاحب یا مولف درس قرآن کا نہیں لیا گیا۔ اور سب کا کئی بار لیا گیا ہے۔ اور پھر ان لوگوں کا ذکر دیباچہ میں بھی مرزا صاحب کے ذکر سے قبل کیا گیا ہے۔ پس اگر صرف ایک دفعہ وہ بھی دیباچہ میں حضرت مرزا صاحب کا نام لینے سے مراد لی جاتی ہے۔ کہ تفسیر مولوی محمد علی صاحب نے مرزا صاحب کو دیدی۔ تو یہ جو مرزا صاحب کے شرکا کا ایک لشکر پیدا ہو گیا ہے۔ جنکے نام دیباچہ میں ہی لکھے گئے ہیں۔ اور پھر بیسیوں دفعہ متن میں ہی لئے گئے۔ ان کو تو مرزا صاحب سے بھی بڑھ کر علی نے دیدی رہے یہ نوٹ۔ تو ابھی رہے۔ مگر اس میں مرزا صاحب کی خصوصیت کیا ہے۔ یہ ضرور سوچنا چاہیئے۔

(۵) اس صورت میں جو نمبر (۴) میں اوپر ذکر کی گئی ہے کشف کے الفاظ یوں ہونے چاہیئے تھے۔ کہ یہ تو تفسیر علی نے کی تھی۔ مگر اسنے پہلوں میں اور پچھلوں میں اسکو تقسیم کر دیا۔ اور فخرالدین رازی۔ اسیرالدین ابوحیان ابن جریر طبری زمخشری سرسید وغیرہ وغیرہ کو نیز مجھ کو دیدی ہے۔ اس سے علی کا فیض ہم) عام ہو جاتا ہے۔ مگر الہاموں میں ہے کہ کشف کے الفاظ ان۔ توں کی بوداشت نہیں کرتے۔ یہ تو مناسب نہ ہو گا کہ مولوی محمد علی صاحب پر خواہ مخواہ یہ کشف چسپاں کرنے کے واسطے الفاظ مسیح موعود میں کچھ تغیر کیا جائے۔ تاہم باہم تناقض سے خود کرنا چاہیئے۔ اور کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیئے جس سے بات بنجائے۔

(۶) اس تفسیر میں مولوی محمد علی صاحب نے جن اصحاب سے تفسیر میں لی ہیں۔ ان کے نام برابر لکھ دیئے ہیں یہاں تک کہ بعض عیسائی مفسرین کی بعض باتوں کو پسندیدگی کی نظر سے لے کر اس عیسائی مصنف کا نام بھی لکھ دیا ہے۔ یہ فی الواقع ایک کتاب کے مولف کے واسطے قابل تعریف بات ہے۔ لیکن مولوی صاحب نے کہیں نہیں فرمایا کہ کوئی نکتہ خصوصیت سے اللہ تعالےٰ نے مجھ پر کھول دیا ہے۔ پس یہ امر قابل وضاحت ضرور ہے کہ وہ کونسی بات ہے۔ جو اس علی نے مرزا صاحب کو دیدی جو باتیں دوسرے مفسرین کی ہیں۔ وہ تو ان کو بھی گئیں جو باتیں علی کو خود مرزا صاحب نے دی تھیں وہ پہلے ہی مرزا صاحب کے پاس ہیں۔ اور یہ علی صاحب مرزا صاحب کے زمانہ سے قبل کے آدمی نہیں۔ بلکہ ان کے بعد کے اور ان سے سیکھنے والوں میں سے ہیں۔ یہ تو ہو نہیں سکتا۔ کہ مرزا صاحب علی کو سکھا کر خود وہ باتیں بھول گئے تھے۔ پس مرزا صاحب کو اس علی سے کیا ملا۔ جو پہلے ان کے پاس نہ تھا۔ یہ ذرا پیچیدہ سوال ہے۔ مگر امید ہے۔ کہ احمدیہ بلڈنگس کی مجلس اس کو حل کرنے کی کوشش کریگی۔ اسواسطے عرض کیا گیا

(۷) مولوی محمد علی صاحب نے خود جس امر کا اقرار کیا ہے وہ صرف یہ ہے۔ کہ اس میں جو بہترین خیالات ہیں وہ حضرت مرزا صاحب سے مجھے القاء ہوئے ہیں۔ انگریزی الفاظ یوں ہیں :-

Mirza Ghulam Ahmad of Qadian has inspired me with all that is best in this work.

اگر یہ سچ ہے تو تفسیر دراصل مرزا صاحب نے کی ہے اور انہوں نے علی کو عطار کر دی۔ اور کیا یہ ممکن نہیں کہ کشف کے الفاظ غلط چھپ گئے ہوں۔ اور دراصل الفاظ یوں ہوں۔ کہ یہ تفسیر تو نے تالیف کی تھی۔ اور تو نے علی کو دیدی۔ ذرا پرانے کاغذات کو تلاش کرنا چاہیئے۔ یا مولوی محمد احسن صاحب کے حافظہ سے امداد طلب کرنی چاہیئے۔ ممکن ہے کہ الفاظ الہام میں تبدیلی کی گنجائش نکلکر کشف مولوی محمد علی صاحب پر چسپاں ہو سکے۔ ورنہ موجودہ الفاظ میں تو ممکن نہیں

(۸) ہاں ایک بڑی بات قابل غور ہے۔ کہ دراصل وہ خاص تفسیری نکات جو حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے دعوے اور اس کی صداقت کے متعلق اللہ تعالےٰ نے عطا کئے تھے۔ اور آپ اپنے بیلمے عرصہ تک مولوی محمد علی صاحب کو سکھاتے رہے مثلاً سورۃ فاتحہ سے آپ کا ثبوت۔ اسمٰء احمدؐ سے آپ کا ثبوت وغیرہ۔ ان تفاسیر کا تو مولوی محمد علی صاحب نے کہیں ذکر نہیں کیا۔ تو چونکہ یہ تفسیر ان وحی الٰہی کے مطابق نہیں جو ساری جماعت کو حطا ہوئیں۔ اور ان میں مولوی محمد علی صاحب بھی تھے۔ تو کیا اصل واقعہ یوں نہیں کہ مرزا صاحب نے جو تفسیر علی کو دی تھی۔ وہ علی اب مرزا صاحب کو نہیں دیتا۔ الہام میں صرف نہیں کا لفظ زیادہ کرنے سے یہ کام نہیں بن سکتا ہے۔ تلاش کرنا چاہیئے۔ ممکن ہے کہ الہام کے اصل الفاظ میں نہیں کا لفظ موجود ہو ۔

(۹) ہاں البتہ ایک اور امر بھی قابل غور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنی ساری تفسیر مرزا صاحب کو نہیں دی۔ بلکہ صرف اسکی بہترین باتیں دی ہیں (اور وہ بھی معلوم نہیں کونسی ہیں۔ کیونکہ تفسیر انگریزی میں اکثر پہلے مفسرین کا حوالہ ہے۔ اور وہ سب حوالے نکال دیئے جائیں۔ اور جو کچھ درس قرآن مجید مولفہ بدر میں پہلے سے موجود ہے۔ وہ بھی نکال دیا جائے تو باقی رہ ہی کیا جاتا ہے۔ جو مرزا صاحب کے حصہ میں آئے) سو شاید آپ یہ کہیں گے۔ کہ خود حضرت مرزا صاحب جو تفاسیر اپنے دعوے کے ثبوت میں کرتے تھے یا مولوی محمد احسن صاحب ہر آیت سے ثبوت دعوے مسیحیت پیش کرتے تھے۔ وہ بہترین باتیں نہ تھیں۔ اسواسطے ان کو چھوڑ دیا گیا۔ اور اس تفسیر میں درج نہیں کیا گیا۔ لیکن اس صورت میں یہ سوال پیدا ہو گا۔ کہ پھر کیا حضرت مرزا صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب معمولی اور ناقابل ذکر باتوں پر اتنا وقت اور روپیہ خرچ کرتے رہے۔ اور تحریروں و تقریروں میں زور دیتے رہے۔ خیر۔ حضرت مرزا صاحب تو اب بظاہر دنیا میں نہیں کہ ان کا آپ کو چنداں لحاظ ہو۔ البتہ مولوی محمد احسن صاحب بیچارے خلاف حکم مسیح موعود بجائے قادیان کے لاہور ہجرت کر کے چلے گئے ہیں۔ ان کی دلداری کا ضرور خیال چاہیئے۔ یا ان سے توبہ نامہ لکھایا جائے۔ کہ زمانہ مسیح میں جو خطبات میں دیتا رہا۔ اور آیات قرآنی سے آپکی صداقت کا ثبوت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیش کرتا ہوں سب سے ایڈیٹر صاحب پیغام کے ہاتھ پر توبہ توبہ۔ اگر یہ تجویز درست نہ ہو۔ تو ایسی ہی کوئی اور مناسب تجویز۔ بہرحال کچھ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ معاملہ مشکلات میں پڑ گیا ہے ؛

(۱۰) اس معاملہ میں ضمناً ایک اور مشکل بھی درپیش ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ اگر علی سے مراد مولوی محمد علی صاحب ہو سکتا ہے۔ تو پھر ماننا پڑے گا کہ احمد سے مراد مرزا غلام احمد صاحب ہو سکتے ہیں۔ اور اس کا قبول کرنا بعض دیگر مسائل پر اثر ڈالیگا۔ مگر اس کا حل شاید آپ کے نکتہ خیال سے یوں ہو جائے۔ کہ تفسیر علی نے مرزا کو دی۔ دینے والے کے متعلق جو رعایت جائز ہو سکتی ہے۔ وہ لینے کے متعلق نہیں ہو سکتی ؛

(۱۱) سب سے زیادہ خوفناک بات یہ ہے کہ اگر مولوی محمد علی صاحب کے اپنی تفسیر کے بعض حصوں کو جناب مرزا صاحب کی طرف منسوب کرنے سے یہ کشف ان پر چسپان ہو سکتا ہے۔ تو کہیں اس خیال سے فائدہ اٹھا کر شیخ یعقوب علی صاحب یہ دعویٰ نہ کر دیں کہ یہ کشف میری تفسیر کے متعلق ہے۔ کیونکہ ان کے نام میں بھی علی کا لفظ موجود ہے۔ اور انہوں نے تفسیر کے بعض حصے خود حضرت مسیح موعود کے زمانہ مبارک میں بھی شائع کئے تھے۔ اور حضرت مولوی نورالدین نے بھی ان کو پسند فرمایا۔ اور ان میں مسیح موعود کے دعاوی اور دلائل کا ذکر بھی بالوضاحت ہے۔ پس کوئی ایسی تدبیر بھی سوچ رکھنی چاہیئے۔ جس سے ثابت ہو کہ علی سے مراد صرف مولوی محمد علی ایم۔ اے ہو سکتا ہے۔ اور کوئی مفسر علی کے نام والا نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ کتنی ہی تفسیریں لکھ مارے۔ یا اپنے اس سنجیدہ نکتے کے ضائع ہو جانے کے اندیشہ کو رفع کرنے کے واسطے شیخ صاحب کو کشف کا مظہر اول قبول کر لیا جائے۔ اور مولوی محمد علی صاحب کو مظہر ثانی۔ بشرطیکہ مولوی صاحب موصوف اس سے ناراض نہ ہو جائیں۔ اہل الرائے اس پر بھی غور کر کے فیصلہ فرماویں ؛

الغرض یہ گیارہ باتیں ہیں جو قابل ذکر ہیں۔ اور لکھ ہے کہ یہ تعداد گیارہ کے مقدس ہندسہ پر پوری ہو گئی۔ کیونکہ بارہواں یہود اہ اسکریوتی جسطرح مسیح اول کے درجہ کو اتنا گرانے والا ہوا کہ اپنے آقا کو اس قابل سمجھا۔ کہ تیس روپے پر متمول یہود کے ہاتھ بیچ ڈالے۔ ایسا ہی مسیح ثانی کے اسکریوتیوں نے اس کے درجہ کو اتنا گرایا کہ متمول غیر احمدیوں کی خاطر اسکی نبوت کا انکار کیا۔ اور ان کے پیچھے بعض ملکوں میں نماز پڑھنا جائز قرار دیا۔ اور غیروں کی دوستی کو مسیح کی محبت سے افضل جانا اور اپنے مسیح کو جھوٹا بوسہ دیا۔ پس اس تعداد میں سے بارہویں عدد کا خارج رہنا اچھا ہے۔

الراقم پیغام صلح کا سچا خیر خواہ ناظر و منشور

مولوی محمد علی صاحب کا ترجمۃ القرآن

(منقول از روزانہ پیسہ اخبار)

اس ترجمہ کی نسبت ایک نہایت لطیف مراسلت روزانہ پیسہ اخبار۔ اپریل میں شائع ہوئی ہے۔ جس کا ایک حصہ ناظرین فاروق کے لئے نقل کیا جاتا ہے وہ ملاحظہ فرماویں کہ مولوی محمد علی صاحب نے سورت کے ناموں کا ترجمہ کر کے کس قدر لغویت اور بیہودگی کا ثبوت دیا ہے۔ سچ ہے۔ لا یمسہ الا المطہرون۔ اور جو لوگ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کی نبوت اور اسکے منصوص خلیفہ کی صداقت کے قائل نہ ہوں۔ بلکہ دشمنی رکھتے ہیں انہیں معارف و حقائق سے کچھ بہرہ نہیں دیا جا سکتا۔ یہ تو امید نہیں کہ مولوی محمد علی صاحب اپنی غلطی کی اصلاح کریں یا کم از کم اعتراف البتہ ناظرین مضمون ہذا اس غلطی پر اظہار نفرت کر کے اسکے نتائج سے بچ سکتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

چونکہ قرآن تمام دنیا کے لئے ہدایت ہے۔ اور انی رسول اللہ الیکم جمیعا کے ماتحت ہر ایک قوم کو اسکی ہدایت کو پہنچانا ضروری ہے۔ اسواسطے بعض علماء نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے دوسری زبانوں میں بھی اس کا ترجمہ کیا ہے۔ مگر آج تک کسی نے سورتوں کے ناموں کا جو اسم معرفہ قرار دی گئی ہیں۔ ترجمہ نہیں کیا۔ ہزاروں مفسر اور ان کی تفسیریں موجود ہیں۔ مگر کسی مفسر نے سورتوں کے ناموں کا اس طرح ترجمہ نہیں کیا۔ خود جناب مرزا صاحب نے اسی کے قریب کتابیں لکھی ہیں۔ اور ان میں اسرار و معارف قرآن تحریر فرمائے ہیں۔ مگر سورتوں کے ناموں کا ترجمہ نہیں کیا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم خلیفہ اول تمام عمر درس قرآن شریف دیتے رہے۔ مگر انہوں نے بھی سورتوں کے ناموں کا اس طرح ترجمہ کر کے اسکی شہرت نہیں کی۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ آج تک کسی نے ترجمہ کرتے ہوئے اس طرح سورتوں کے ناموں کا ترجمہ نہیں کیا۔ جس طرح مولوی محمد علی صاحب کے ترجمۃ القرآن میں کیا گیا ہے۔ جہاں تک غور کیا جاتا ہے یہی معلوم ہوتا ہے۔ اسواسطے کہ تا ان کی مخالفت میں خلل نہ واقع ہو۔ اور تا ایسا نہ ہو کہ عام لوگوں میں نام مقرر کردہ کے علاوہ ان سورتوں کا کوئی اور نام مشہور ہو جائے اسواسطے مترجمین اور مفسرین اسلام نے اس بدعت کو اختیار نہ فرمایا۔ مگر مولوی محمد علی صاحب نے خدا ان پر رحم فرمائے۔ تمام اسلاف کے خلاف وہ طرز اختیار فرمائی ہے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ آپ کا ترجمہ یورپ کے ہاتھ میں ہے آپ کے ترجمہ کی حیثیت ایک معلم کی ہے۔ اور یورپ نے جو کچھ اسلام کے متعلق سیکھنا ہے۔ وہ صرف آپ ہی کے ترجمہ سے۔ مگر آپ نے اپنے ترجمہ میں اپنی قرآن دانی کا پہلا ثبوت یہ دیا ہے۔ کہ اکثر سورتوں کا ترجمہ کر کے اسی ترجمہ کو سورتوں کا نام مقرر فرما کر ہر ایک صفحہ پر اس کو تحریر فرمایا ہے۔ جس سے پڑھنے والا یہ سمجھے کہ دراصل سورۃ کا یہی نام ہے۔ مثلاً سورہ فاتحہ کا ترجمہ آپ نے (The Opening) دی اوپننگ فرما کر اس کو بطور سرخی کے سر صفحہ پر تحریر فرمایا ہے۔ اسی طرح البقرہ کا ترجمہ (The Cow) دی کاؤ تحریر کر کے ہر ایک صفحہ کی پیشانی پر دی کاؤ ہی لکھتے رہے ہیں۔ جس سے پڑھنے والا سمجھ سکتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ دراصل اس کا نام دی کاؤ ہے۔ گویا وہ البقرہ کی بجائے دی کاؤ کو یاد کرے۔ اسی طرح انعام کا ترجمہ دی کیٹل اور سورۃ المائدہ کا ترجمہ دی فوڈ اور الحدید کا ترجمہ دی آئرن۔ النحل کا ترجمہ دی بی۔ الکہف کا ترجمہ دی کیو فرما کر ہر ہر صفحہ پر وہی نام جو ترجمہ کیا گیا ہے۔ برابر لکھتے چلے گئے ہیں۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ ان کا وہی نام مقرر کئے ہوئے ہیں۔ اور انہیں ناموں کی یورپ میں شہرت دینا چاہتے ہیں۔ اور جس سورۃ کا آپ سے ترجمہ نہیں ہو سکا۔ اس کو پھر اسی طرح رہنے دیا ہے۔ جس طرح یٰسین اور سورہ حٰمٓ وغیرہ۔ باوجودیکہ مولوی صاحب اس امر کو خوب جانتے ہیں کہ قرآن مجید کی کوئی سورۃ ایسی نہیں۔ جس کے کم از کم دو یا تین نام نہ ہوں۔ جیسے سورۃ فاتحہ اس کو ام الکتاب بھی کہتے ہیں۔ اور سبع المثانی بھی۔ اسی طرح دوسری سورتوں کے نام ہیں۔ اگرچہ ایک نام بہت زیادہ مشہور ہو گیا۔ مگر اس کا مشہور ہونا دوسرے ناموں کو نقصان نہیں۔ لیکن جب ترجمہ کے ذریعہ صرف ایک ہی نام کو مشہور کیا جاوے گا۔ تو اس طرح یورپ میں صرف ایک ہی محدود ہو گا۔ اور وہ بھی وہی نام جو مشہور کیا جاوے گا۔ اور مشہور وہی نام ہو گا۔ جو بطور سُرخی کے ہر صفحہ پر لکھا گیا ہے۔ کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ کہ یورپ میں مولوی محمد علی صاحب کے ترجمہ سے سورتوں کا اصلی نام مشہور ہو۔ اور وہ نام مشہور نہ ہو۔ جس کی انھوں نے شہرت دینی چاہی ہے۔ یورپ اپنی کتابوں میں اسباق الاشیاء ہمیشہ پڑھتا رہا ہے۔ اسکے سامنے یہ مستند ترجمۃ القرآن رکھا گیا ہے۔ ہم مشرقی سورۃ البقر کو سورۃ البقر کہیں گے۔ اور کہتے ہیں۔ مگر وہ ہمارے مقابلہ پر اس کو گائے کی کہانی کہے گا۔ اور پھر جب اس میں دیکھیگا۔ کہ گائے کا قصہ تو صرف ایک ہی جگہ آیا ہے باقی عبارت کو اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اور شاید وہ خیال کرے کہ چونکہ مشرقی دنیا اور خصوصاً ہندوستان میں گائے کے متعلق اکثر جھگڑا رہتا ہے۔ اور اس کی قربانیوں پر اکثر اوقات فساد بھی برپا ہوتا رہا ہے یہ بھی کوئی اسی قسم کا معاملہ ہو گا۔ اور اس طرح وہ اسکو قابل توجہ نہ سمجھکر اس کو غیر ضروری سمجھے۔ مگر ہاں یہ ضرور یاد رکھے گا۔ کہ ہوئی قرآن میں گائے کی کہانی ہے۔ اور وہ پہلا یا دوسرا سبق ہے۔ افسوس! یہ کارروائی کیسی شرمناک ہے۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ عربی زبان میں البقرہ کا ترجمہ صرف گائے ہی نہیں بلکہ اور بھی اسکے معنے ہو سکتے ہیں۔ سیاق اور سباق عبارت کے لحاظ سے سورہ البقرہ میں جہاں بقرہ کا لفظ آیا ہے۔ وہاں تو گائے کے معنے کرنے پڑتے ہیں۔ مگر آپ قرآن شریف اٹھا کر دیکھیں۔ خدا تعالیٰ نے اس سورہ کا نام بقرہ نہیں بلکہ البقرہ رکھا ہے الف اسی واسطے زاید کیا گیا تھا کہ تا اس سورۃ کا نام گائے نہ رکھا جائے۔ بلکہ البقرہ ہی رہنے دیا جاوے کیونکہ عربی زبان کے لحاظ سے سورہ البقرہ کے یہ معنے ہی ہو سکتے ہیں کہ یہ ایک ایسی سورۃ ہے۔ جس کا بلحاظ علوم کے وسیع طور پر پیٹ چیرا گیا ہے۔ یعنی اس سورۃ میں بہت سے علوم ہیں۔ اسی واسطے حضرت امام باقر علیہ الرحمۃ کو باقر کہا گیا ہے۔ کہ ان کا علم بہت وسیع تھا۔ دیکھو لغات القرآن مصنفہ مولوی عبدالحی عرب اسی طرح ہم مشرقی سورہ الانعام کو الانعام اور المائدہ کو المائدہ اور الکہف کو الکہف کہینگے۔ مگر مولوی محمد علی صاحب کے شاگرد یورپین اقوام ان کا نام دی کیٹل چارپایوں کی کہانی۔ دی فوڈ۔ غذا کا سبق۔ دی کیو غار کا قصہ۔ دی آئرن لوہے کا سبق یاد کرینگے۔ اور ہمیشہ اسی نام سے وہ سبقوں کو یاد کرینگے۔ جیسا کہ اسباق الاشیاء والے طلباء یاد کرتے ہیں۔ یورپ میں اس انقلاب معانی کا سہرا مولوی محمد علی صاحب کے سر پر بندھیگا۔ کیا مولوی صاحب بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے یہ طرز اور طریقہ کہاں سے سیکھا ہے۔ کیا انگریزی زبان عربی کے مقابلہ عجمی نہیں۔ جس طرح اس نے پہلے ترجموں نے دوسری زبانوں کو عجمی سمجھتے ہوئے سورتوں کے ناموں کو اس کے اصلی ناموں میں ہی مشہور کیا اور ان کا ترجمہ نہ کیا۔ کیا مولوی صاحب کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ وہ بھی انگریزی زبان کو عجمی سمجھ کر سورتوں کے اصلی نام رہنے دیتے۔ اور انہیں ناموں کو یورپ میں مشہور کرتے۔ اور اگر ترجمہ کرنے کی کوئی اشد ضرورت واقعہ ہو بھی گئی تھی۔ تو نیچے حاشیہ میں اس کا ترجمہ دیدیتے۔ مگر ہر صفحہ پر اسی سورۃ کا نام رکھتے۔ اور اس طرح نام کو تبدیل کر کے اس کی بے حرمتی نہ کرتے۔ آخر الامر جہاں مولوی صاحب سے کسی سورۃ کا ترجمہ نہیں بن سکا۔ اس کو پھر اسی طرح رکھنا پڑا۔ جب ہر ایک سورہ کے اسم موضوع کا ترجمہ کر دینا ضروری سمجھا گیا تھا۔ تو پھر حٰمٓ وغیرہ سورتوں میں کیا ہو گیا تھا۔ یہی طریقہ کیوں نہ ابتدا سے ہی رکھا گیا۔ ذرا غور کرو کہ کیا اس طریقہ سے آپ نے اس اجماع امت کے خلاف نہیں کیا۔ جس پر کبھی بھی بہت زور دیا جاتا ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ طریقہ نہ صرف قرآن کو چھوڑنے کا ہی ہے۔ بلکہ سارے یورپ کو قرآن سے بدظن کر نیکا ہے۔ لیگ اور انجمن سے صلح ہو گئی ہے۔ پس آہستہ آہستہ جب انہیں اچھی طرح مل جائینگے۔ تو اس وقت امیر قوم کا خطاب مزہ دیجائیگا۔ (پیسہ روزانہ)

سورج سمندر سے کس طرح نکلتا ہے

غیر مسلم اقوام میں جن کو مذہب سے کچھ نہ کچھ تعلق رہتا ہے وہ قرآن پاک کی اس آیت پر استہزا کیا کرتے ہیں۔ حتی اذا بلغ الشمس وجدھا تغرب فی عین حمیۃ ذوالقرنین جو وقت اس علاقے کی طرف گیا۔ جس طرف سورج ڈوبتا ہے یعنی ممالک مغرب میں تو اسے ایسا معلوم ہوا کہ سورج کیچڑ کے ایک چشمہ میں ڈوب رہا ہے۔ جناب اکمل صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ دراصل حق طلبی مقصود نہیں۔ صرف اعتراض کرنا مطلوب ہوتا ہے۔ اسلئے غیر مسلم معترض تمسخر کرتے ہیں۔ مگر خدا کے کلمات کون جھٹلا سکتا ہے۔ ولو کرہ الکافرون۔ چونکہ آریہ سماج والے بہت زیادہ اس آیت پر معترض رہتے ہیں اس لئے خدائے پاک نے بمصداق الفضل ما شہدت بہ الاعداء۔ انھیں ہم ظریفوں میں ایک بڑے ہم ظریف ایڈیٹر صاحب ساذگرہ ڈاکٹر لکشمید صاحب کے قلم اور زبان سے اس کی تصدیق کرادی۔ جناب ڈاکٹر صاحب رنگون تشریف لے گئے تھے۔ اپنے سفر کا حال لکھتے لکھتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبارت بھی تحریر فرمائی ہے :-

تمام سمندر میں ایک عجیب تلاطم تھا۔ جہاں تک نظر پہنچتی تھی۔ سیاہ پانی کا تختہ ہی نظر آتا تھا جب سورج نکلا تو اور بھی لطف آیا۔ کیونکہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ سچ مچ سمندر ہی کے بیچ سے وہ نکل رہا ہے۔

قرآن پاک کا یہ معجزہ ملاحظہ فرمایئے کہ ڈاکٹر صاحب سچ مچ کا لفظ جوش میں آکر استعمال فرما گئے۔ حالانکہ وجدانیات کے معنی سے سچ مچ کا شبہ بھی نہیں۔ وجدانیات کے صرف یہ معنی ہیں کہ دیکھنے والے کو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ اور اس سے یقین اور اصلیت کو تعلق نہیں۔ اگر ذوالقرنین کو دریا کے سفر میں یا کسی میدان میں کھڑے ہو کر دیکھنے سے سورج کے ڈوبتے وقت یہ معلوم ہوا۔ کہ وہ کیچڑ کے چشمے میں ڈوب رہا ہے تو اس سے یہ خیال کرنا کہ سورج سمندر کے اندر ڈوبتا ہے۔ کمال نادانی ہے۔ رات دن ہم لوگ سورج کو نکلتے اور ڈوبتے دیکھتے ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ سورج کسی پہاڑ میں گھس رہا ہے یا آسمان کا ایک گوشہ کسی طبیعت سے مل گیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوتا ہم اکمل صاحب کی اس تلاش کی داد دیتے ہیں کہ آپ غیر مسلم اقوام کی ہر حرکت پر پوری توجہ کرتے ہیں خدا اس کا اچھا اجر دے گا ؛

ایک مباہلہ اور اس کا نتیجہ

(یہ سلسلہ فاروق ۲۱ مارچ)

ڈاکٹر نور محمد صاحب دندان ساز لاہور انارکلی نے ۱۸ مارچ کو مباہلہ کے متعلق پھر ایک اشتہار لکھا ہے۔ عجیب آدمی ہے۔ جبکہ اس کے مرشد نے خود ۲۴ مارچ ۱۹۱۸ء کے پیغام میں ادن امور کو تسلیم کر لیا ہے۔ جن پر مباہلہ کی بنا رہے۔ تو اب ڈاکٹر صاحب کا کیا حق ہے۔ خواہ نخواہ حق کو مشتبہ کرنے کی بے سود کوشش کرتے ہیں میرا دعوے یہ تھا کہ محمد ظہیر الدین قرآن شریف کی شریعت کو مکمل نہیں سمجھتا یعنی حضرت مسیح موعود کو وہ ایسا نبی صاحب الشریعت یقین کرتا ہے۔ جن کی وحی میں بعض حکم ایسے ہیں۔ جن کا قرآن کریم میں ذکر نہیں۔ اور بعض حکم ایسے کہ قرآن کریم کے بعض احکام کے ناسخ ہیں۔ اور ایسے اعتقاد کو ۱۲۵ کو جملہ فرق اسلامیہ کافر کہتے ہیں۔ اسلئے میں بھی کافر کہتا ہوں۔ اور نہ کہ ایک باہوش اور ذہین فہیم آدمی نہیں ہے۔ حالانکہ مصلح موعود کے حق میں وحی الٰہی اس طرح وارد ہے کہ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جاوے گا" ایسا شخص مصلح ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اب پیغام صلح مجریہ ۲۴ مارچ ۱۹۱۸ء کو دیکھو محمد ظہیر الدین صاحب خدا تعالےٰ ان کو ہدایت دے اور راہ راست پر استقامت بخشے۔ یوں فرماتے ہیں :-

"یہ جو بعض اشتہارات میں میری طرف سے شائع ہو چکا ہوا ہے کہ حضرت مرزا صاحب شریعت ہیں یا در رسول برروزی ہیں تو آپ یقین جانیں کہ وہ تقدم علی الامام نہیں۔ بلکہ میری مراد اس سے وہی ہے۔ جو حضرت صاحب کے الفاظ ہیں یعنے مجازاً اور استعارہ کے رنگ میں نبی اور رسول۔ قادیان کو قبلہ نماز بنانے کے متعلق جو میں نے لکھا تھا تو اسے آپ میری طرف سے منسوخ سمجھیں۔ اور میری ایک خاص غلطی تصور فرمادیں۔ اور میں اپنی اس نادانی پر جو کم عقلی کی وجہ سے ظہور میں آئی۔ خدا کے حضور میں معافی کا خواستگار ہوں"

اب فرمایئے کہ خداوند تعالےٰ کے نزدیک اگر میں مستوجب عذاب ہوتا تو ظہیران معتقدات سے کیوں رجوع کرتا۔ بالفعل اتنا ہی کافی ہے۔

حکیم محمد الدین گوجرانوالہ

وید کو دھرم کے حامیوں کی خدمت میں

آخری التماس

سلسلہ وہ قوم جو وید کو رشت و دیاؤں کا پرتکاسان کر اس کا پڑھنا پڑھانا سننا سنانا سب کا پرم دھرم ظاہر کرتی۔ اور اس کو اپنے دس اصولوں میں سے تیسرا اصول ٹھہراتی ہے۔ اگر وید کا پڑھنا پڑھانا سننا سنانا واقعی تمہارا پرم دھرم ہے۔ تو میرے اس سوال کا (جو عرصہ ۷-۸ سال سے اخبارات الحق دہلی اور الفضل قادیان کے ذریعہ سے عام طور پر اور ویدک پرچار سبھا اور ستیانندجی سے خاص طور پر دریافت کیا جا چکا ہے) جواب دیکر مشکور فرمادیں۔ سوال حسب ذیل ہے

مجھے معلوم ہوا ہے کہ روح اور مادہ کا انادی ہونا وید مقدس میں نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسا وید منتر ہے کہ جس سے اس امر کی تردید ہوتی ہو۔ یعنے روح اور مادہ کا انادی ہونا اس سے ثابت ہوتا ہو۔ تو مہ ترجمہ سمت للتقط کے مجھے تحریر فرمادیں ؛

یہ ایک ایسا امر ہے۔ جو آریہ سماج کا بنیادی پتھر ہے مگر اتنی مدت لاجواب رہنے سے مشتبہ ہو گیا ہے۔ لہذا اس آخری التماس پر بھی اگر توجہ نہ ہوئی۔ تو اس کا یہی مطلب سمجھا جائیگا۔ کہ روح اور مادہ کا انادی ہونا (واقعی) وید مقدس میں نہیں ہے۔ اور اس صورت میں پنڈت دیانندجی کا پرمان ستیارتھ پرکاش کے ساتویں سملاس کے آخر سے (اگر کوئی پوچھے کہ تمہارا کیا اعتقاد ہے تو یہی جواب دینا چاہیئے کہ ہمارا اعتقاد وید ہے یعنی جو کچھ وید میں بیان کیا گیا ہے۔ ہم اس کو مانتے ہیں بلفظہ) پیش نظر رکھ کر اعلان عام کیا جائیگا کہ آریہ سماج کے ساتھ مباحثات میں روح اور مادہ کی انادیت پر بحث کو کے تضیع اوقات نہ کیجاوے کیونکہ یہ امران کے مسلمات میں نہیں یعنی روح و مادہ کا انادی ہونا آریہ سماج کے اعتقاد میں داخل نہیں ہے۔ اس سے مسئلہ تناسخ پر جو اثر پڑیگا۔ وہ بھی ظاہر ہے۔ گویا آریہ سماج کا تمام تار و پود بگڑ جائیگا۔

مگر یہ یاد رہے کہ پنڈت ستیانندجی کی طرح بحر وید کا ایک منتر بہ ایں معنی کہ روح و مادہ دو بیشر ایک وقت میں موجود تھے۔ پیش کرنا بے سود ہوگا۔ کیونکہ ان تینوں کا ایک وقت میں موجود ہونا انادی ہونے کی دلیل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسالہ احمدی کا دوبارہ اجرا

گذشتہ اشاعت میں جو رسالہ احمدی کی نسبت یہ تحریک پیش کی گئی تھی۔ کہ اس کو مونگیری اور پیغامی فتنہ کے واسطے دوبارہ جاری کیا جائے۔ بشرطیکہ حامیان سلسلہ احباب قوم اس کی ضرورت کا احساس کریں۔ اور اس کی قیمت دو روپیہ سال مقرر کی تھی۔ کیونکہ کاغذ وغیرہ کی گرانی از حد ہے۔ اور لکھا تھا۔ کہ اگر پانسو درخواستیں ہی آجائیں۔ تو میں اس رسالہ کو دوبارہ جاری کردونگا سو الحمد للہ کہ میری آواز پر دوستوں نے نہایت شوق اور خلوص سے لبیک کہا۔ اور مندرجہ ذیل خطوط موصول ہوئے۔ جنکو درج رجسٹر کیا گیا ہے۔ اگر پانسو درخواست ہوگئی۔ تو میں انشاء اللہ رسالہ مذکور جاری کردونگا کیونکہ پانسو خریداران پر یہ رسالہ اپنے خرچ سے چل سکتا ہے ؎

شاہجہانپور (۱) مخدومی مولوی سید مختار احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"میں مدت سے پریشان حال اور مبتلائے افکار ہوں۔ سب سے پہلی خوشی جو اتنے عرصہ کے بعد میرے سامنے آئی ہے۔ وہ احمدی کے دوبارہ اجرا کی خبر ہے۔ دس پرچوں کی خریداری کی جماعت شاہجہان پور کی طرف سے میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں۔ آئندہ کوشش جاری رہیگی۔ اللہ تعالے جلد وہ وقت لائے کہ احمدی کی صورت دیکھنے میں آئے۔ والسلام

میرٹھ کمپ (۲) اخی المعظم مولوی محمد صدیق صاحب کمپ میرٹھ سے لکھتے ہیں:-

"احمدی رسالہ کا دوبارہ اجراء پڑھ کر خوشی ہوئی واقعی اس رسالہ نے ثنائی رد و سیاہی میں اپنے مضامین کے لاجواب ہونے پر کمال دکھلایا ہے اسمیں کسی احمدی کو کلام نہیں ہے کہ آپکی معلومات اس دشمن احمدیت کے مقابلہ میں جو کام کرسکتی ہیں وہ دوسرے مجاہدین سلسلہ سے ممکن نہیں۔ (بقیہ حسن ظن ہے ورنہ سن آنم کہ من دانم) آپ سے کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد بشر اسکے دوبارہ اجراء کیلئے نہایت فراخدلی سے ہاتھ بڑھائیگا۔ میرا خود بھی یہ خیال خاص ہے کہ آپکے وجود باجود سے احمدی قوم دین کی خدمت کا کام جہاں تک ممکن ہو۔ آپکی ہر ایک دقت رفع کرکے اور قوم کے ذی مقتدر بزرگ مجموعی اتفاق سے آپ کی امداد کی سبیل پیدا کریں۔ خریداری رسالہ احمدی کے علاوہ قوم کی توجہ ایک ایسی رقم مہیا کردینے پر ہونی چاہیئے جس سے آپ کو اپنے مقاصد دینی میں فراغت حاصل ہو۔ میرے خیال میں کم از کم پانسو خریدار آپکی امداد میں ایک پنتھ دو کاج کے مشہور مقولہ کے مطابق احمدی رسالہ کے لئے ہو جانا ضروری ہیں تاکہ آپ کی معلومات سے بذریعہ رسالہ احمدی مونگیری و پیغامی فتنہ سے قوم خوب آگاہی حاصل کرتی رہے۔ دردِ دل سے دعا ہے کہ قوم کو توجہ ہو جائے۔ اور آپکو کچھ سہولت ہو۔ اسبارہ میں خود بھی کوشش کروں گا۔ اور جماعت میرٹھ کو توجہ دلاؤں گا فی الحال میری تمنا ہے کہ میرا نام رجسٹر خریداران میں درج فرمایا جاوے جسوقت رسالہ جاری ہو میرے نام سالانہ چندہ کا وی پی فرمائیں"۔ والسلام

سہالہ (۳) برادرم منشی فضل حق صاحب فرماتے ہیں کہ دفتر فاروق ۲۵ اپریل میں یہ پڑھکر خوشی حاصل ہوئی کہ رسالہ احمدی دوبارہ جاری ہونیوالا ہے عرض ہے جب یہ رسالہ جاری ہو میرے نام وی پی کرکے ارسال فرمایئے

امرتسر (۴) مخدوم مکرم ڈاکٹر اکرم الٰہی صاحب بشرح رقم فرماتے ہیں کہ "خدا کرے احمدی کی تجویز بخیر ہو کر دوبارہ جاری ہو جائے میرے نام ضرور بذریعہ وی پی ارسال فرمائیں

اللہ تعالیٰ ان احباب کو جزا خیر دے جنھوں نے اس ضرورت کا احساس دلسی قدر کیا ہے جیسقدر میں نے لکھا ہے یہ تیرہ ۱۳ درخواستیں ۲۸ اپریل کو موصول ہوئی ہیں ۴۸۷ کی کمی ہے جو خدا چاہے جلد پوری ہو جائیگی۔ مولوی محمد صدیق صاحب سلمہ اللہ کو بہت جوش ترقی سلسلہ کا ہے وہ چاہتے ہیں کہ یہ فاکہ فارغ البال ہو کر مخالفین سلسلہ کا تعاقب کرے۔ خدا ۱۲

خزینہ فضل اکسیر جنین چشمہ حیات

یعنی

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں۔ ہم نے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کیا گیا ہے جس سے کئی گھر محض اللہ تعالے کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنے اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے جنکی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دے کر دار البقا لے لیتی تھی۔ جنکے حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے یا مُردہ پیدا ہوتے تھے۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور نا اُمید ہو چکے تھے۔ محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی نا اُمید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کا استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا فرمائیں قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے تاکہ سب فائدہ اُٹھائیں۔ قیمت ایک روپیہ فی تولہ عہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سُرمہ

تمام امراض چشم یعنے دھند۔ جالا۔ پردہ۔ کنکرے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ عہ

المشتہر

نظام جان و عبد الرحمن کاغانی قادیان گورداسپور